HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 2 Issue 1 (Oct-Dec 2024)

خصوصی بچوں کی تربیت: والدین اور معاشرے کے رویّوں اور ذمہ داریوں کا قرآنی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی جائزہ

Upbringing of Special Children: An Analytical Study of the Attitudes and Responsibilities of Parents and Society in the Light of Qur'anic Teachings

Naimat Ullah Khan
PhD Scholar, Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
naimatmphil@gmail.com

Dr. Hafiz Iftikhar Ahmad
Professor, Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
iftikhar.ahmad@iub.edu.pk

Abstract

This study presents an analytical examination of the upbringing of special children, focusing on the attitudes and responsibilities of parents and society in the light of Qur'anic teachings. It explores how the Qur'an emphasizes compassion, justice, inclusivity, and the protection of vulnerable individuals, and how these principles can guide both family and community in addressing the unique needs of children with disabilities. By critically analyzing Qur'anic verses and interpretations, the research highlights the dual responsibility of parents in nurturing values, providing care, and ensuring equal opportunities, alongside the societal obligation to foster acceptance, eliminate stigma, and create supportive environments. The findings indicate that the Qur'anic perspective establishes the upbringing of special children as a collective duty rooted in empathy, cooperation, and social justice, thereby underscoring the importance of integrating these values into modern educational and social frameworks for the holistic development of special children.

Keywords: Special-Children, Society, Parents, Education, Qur'ānic Teachings

تعارف:۔

اس کائنات میں کچھ افراد کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی جسمانی نقص کے پیدا کیا ہے۔اس کے بر عکس کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو کسی نہ کسی کمی کا شکار ہوتے ہیں۔اس مضمون میں ان خصوصی افراد پر بحث ہو گی جو قوت بینائی، قوت سماعت، قوت گویائی اور ذہنی طور پر معذور ہوں گے۔ جسمانی معذوری کا احساس بچے کو احساس کمتری اور محرومیت میں مبتلا کر دیتا ہے جس سے اس کی دماغی صلاحیتوں کی نشو نما رک جاتی ہے ۔ان معذور بچوں کی تربیت عام بچوں کی نسبت قدرے مختلف اور مشکل ہوتی ہے۔زمانہ قدیم میں ان بچوں کے لیے کچھ نہ کیا جا سکتا تھا سوائے احساس ہمدردی کے لیکن موجودہ دور جسے جدید ترقی کا دور کہا جاتا ہے اس میں والدین بچوں کے لیے کوشش کرتے ہیں کہ ان کی ان کمزوریوں کو ختم کیا جائے۔والدین اور معاشرہ کو بنیاد بنا کر بچوں کی تعلیم و تربیت کی وضاحت کی جائے گی۔کیونکہ قرآن وسنت کے مطابق سب سے بہتر والدین وہ ہیں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق انہیں معذوری کے باوجود معاشرے کا بہترین فرد بناتے ہیں۔معاشرہ میں وہی افراد کامیاب ہوتے ہیں جو اپنی معذوری یا کسی قسم کی کمزوری کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیتے بلکہ اس کمزوری یا معذوری کا دل میں احساس تک نہیں لاتے ۔اس لیے ان افراد کو جو کسی قسم کی معذوری کا شکار ہیں ان کے والدین اور معاشرہ کے افراد کو چاہیے کہ وہ بچوں کو اس قدر پر سکون ماحول فراہم کرنے کی کوشش کریں کہ انہیں محسوس بھی نہ ہو کہ وہ کسی طرح سے کسی بھی کمی کا شکار ہیں۔ان کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ وہ آگے بڑھ سکیں اور زندگی کے ہر میدان میں دوسروں کا مقابلہ کر سکیں بجائے اس کے کہ وہ ہمت ہار کے مایوسیوں کا شکار ہوتے جائیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کا پہلا مرحلہ ان کے گھر اور افرادِ خانہ سے شروع ہوتا ہے اور اس کے بعد معاشرہ کا نمبر آتا ہے۔اگر بچے معذور ہوں تو والدین اور معاشرہ پر زیادہ ذمہ داریاں ہو جاتی ہیں ۔ کچھ والدین ایسے ہوتے ہیں جو ان بچوں کو بخوشی قبول کرتے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت اور علاج معالجہ کا خیال رکھتے ہیں۔اس کے بر عکس دوسرے قسم کے والدین ایسے ہیں جو ان بچوں کو اپنے اوپر مصیبت اور عذاب گردانتے ہیں اور بچوں کی تعلیم و تربیت اور علاج معالجہ کا خیال نہیں رکھتے ۔ایسے والدین بچوں کی تربیت میں ناکام والدین کے طور پر شمار ہوتے ہیں۔دونوں قسم کے والدین کی سوچ اور

CC BY

رجحانات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور وہ اپنی سوچ کے حساب سے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔والدین اولاد کے حاکم اور بچے ان کے محکوم ہوتے ہیں۔اسی مناسبت سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ، وَالْأَمِيرُ رَاعٍ ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ-" ۱۔

والدین بچوں کے ہر کام کے ذمہ دار ہوتے ہیں چاہیے وہ اچھے کام کریں یا بُرے اور والدین ہی بچوں کو نیکی اور بدی پہ چلاتے ہیں۔والدین کو چاہیے کہ وہ اولاد کی اس انداز سے تربیت کریں جو کہ یوم محشر ان کے لیے نجات کا باعث ہوں نہ کہ عذاب کی وجہ بنیں۔

قرآن مجید اور خصوصی افراد:۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ان افراد کو جو جسمانی اور حسی معذوری کا شکار ہیں انہیں معاشرے میں رہنے اور افرادِ معاشرہ کو ان کے ساتھ برتاؤ کرنے کے آداب سکھائے ہیں۔ اُن آداب کو عزت، ہمدردی، اور مساوات کے اصولوں کے تحت دیکھا گیا ہے۔قرآن معذور افراد کو معاشرتی و دینی زندگی سے باہر نہیں نکالتا بلکہ ان کے لیے رعایتیں اور احترام کے اصول وضع کرتا ہے۔معذور بچے کسی ایسی جگہ جائیں جہاں لوگوں کا ہجوم ہو وہاں ان کی عزت نفس کا خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔اسی طرح زندگی کے دیگر معاملات میں بھی ان خاص افراد کا خیال رکھا گیا ہے سورۃ الفتح میں بیان ہے:

﴿لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ١٧﴾ ۲۔

اس آیت کے مفہوم میں جہاد کو بنیاد بنایا گیا ہے اور معذور افراد کو جہاد سے بری کر کے وضاحت سے کہا گیا ہے کہ ان معذور لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ان لوگوں کے لیے انعامات ہیں جو اطاعت کرنے والے ہیں ۔ جہاد جیسے اہم فرض سے خصوصی افراد کو معافی دی گئی ہے کیونکہ وہ جسمانی لحاظ سے جہاد کی طاقت نہیں رکھتے اور اس معافی کو رحمت کی علامت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔اللہ تعالی نے خصوصی افراد کو اس فرض سے سبکدوش کر کے ان کی عزت افزائی کی ہے کہ انہیں اس جذبہ جہاد کا ثواب بغیر شرکت کے بھی دیا جائے گا۔

زندگی کے ہر موڑ پر اللہ تعالی انسانوں کو ان کی ہمت کے مطابق ذمہ داریاں عطا کرتا ہے۔ اگر ایک فرد اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ فرائض ادا کر سکے تو اللہ تعالی اسے اُن فرائض میں نرمی دیتا ہے تا کہ وہ کسی قسم کی مشکلات کا شکار نہ ہو۔جو افراد اس قابل نہیں کہ وہ کسی نیکی میں شرکت کر سکیں یا معاشرے میں وہ ان کاموں سے رہ جائیں جن کا اجر و ثواب زیادہ ہوتا ہے تو اللہ ان کے جذبہ کو مدِ نظر رکھ کر اس کی جزا دیتا ہے۔

احادیث نبویہ ﷺ اور خصوصی افراد:۔

رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ خدا کی طرف سے ہمارے لیے رحمت، محبت اور شفقت کا ذریعہ ہے۔اخلاق کسی بھی اچھے معاشرے کی تخلیق میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔آپ ﷺ کی انہی اخلاق اور معاشرتی تعلیمات میں ہماری راہنمائی کی گئی ہے کہ اُن افراد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کیا جائے جو جسمانی طور پر کمزور یا معذور ہیں۔آپ ﷺ جو بات بھی زبان مبارکہ سے نکالتے تھے وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی تھی۔اللہ تعالی کے حکم سے خصوصی افراد کے لیے صبر اور اس صبر پر اجر کا ذکر کتب احادیث میں یوں ملتا ہے:

"إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ، عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ-"۳۔

اللہ تعالی نعمتیں دے کر اور واپس لے کر لوگوں کے صبر کا امتحان لیتا ہے۔اس کی آزمائشوں سے جو شخص کامیاب ہو کر نکلتا ہے وہ دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق مبارکہ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ ہم کسی بھی شخص کو کمتر اور خود کو برتر نہ سمجھیں اگر ایسا کریں گے تو یہ بات غرور و تکبر کے معنی میں آئے گی۔انسان کو ہمیشہ معتدل رکھنا چاہیے۔ہمارے معاشرے میں جو افراد جسمانی طور پر کمزوریوں کا شکار ہیں ان کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے کیونکہ ایسے کرنے سے دین اسلام منع کرتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"لَعَنَ اللَّهُ مَنْ كَمَّهَ أَعْمَى عَنِ السَّبِيلِ-"۴۔

نابینا لوگوں کو سیدھے راستے سے بھٹکانے اور غلط راستے پہ لگانے والوں کے لیے یہ وعید بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالی کی ان پر لعنت ہے۔اگر کسی کی معذوری کا مذاق بنائیں گے یا اس کی کمزوری کو اس طرح سے اس کے سامنے پیش کریں گے جس سے اس کی دل آزاری ہو تو یہ عمل خدا کی ناراضگی کا باعث بنے گا۔اللہ کے ہاں مقرب بندہ وہی ہے جو کہ فائدہ دینے والا ہو نہ کہ نقصان دینے والا ہو۔معذور لوگوں کو تنگ کرنا بہت سے لوگوں کی عادات میں شامل ہوتی ہے۔ لوگ معذوروں کو تنگ کرنا اپنی تفریح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔شریعت کی رو سے دیکھا جائے تو ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ صحیح راہنمائی جنت میں داخلہ کا باعث بنتی ہے اس کے برعکس اگر غلط راہنمائی کی جائے تو وہ دوزخ کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے۔ یہ کام خصوصاً بصارت سے محروم لوگوں کے ساتھ کرنا اللہ کی لعنت اور اس کی رحمت سے دوری کا باعث ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔

خصوصی افراد کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خاص خیال رکھا ہے اور اس بارے متعدد آیات اور احادیث دیکھنے کو ملتی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے جب ایک نابینا صحابی کی طرف توجہ نہ دی تو ان کے لیے باقاعدہ طور پر قرآن کی آیات کا نزول ہوا۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ١ أَن جَآءَهُ ٱلْأَعْمَىٰ ٢ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُۥ يَزَّكَّىٰٓ ٣﴾ ۵۔

رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ قریش کے سرداروں کو اسلامی تعلیم سمجھا رہے تھے اور مشغولیت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ تھے دل میں خیال تھا کہ اللہ انہیں اسلام نصیب کر دے ناگہاں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم آپ ﷺ کے پاس آئے جو کہ پرانے مسلمان تھے اور عموماً نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور اسلام کی تعلیم سیکھنے کے ساتھ مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔آج بھی

CC BY

حسب عادت آتے ہی سوالات شروع کئے اور آگے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ آپ ﷺ چونکہ اس وقت ایک اہم امر دینی میں پوری طرح مشغول تھے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی بلکہ ذرا گراں خاطر گزرا اور پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کو ان قریش سرداروں کی نسبت نابینا صحابیؓ زیادہ عزیز تھے جس وجہ سے ان نابینا صحابیؓ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔٦۔

1۔ والدین اور خصوصی بچے:۔

خصوصی بچوں کو عام بچوں کی نسبت زیادہ توجہ اور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح والدین عام بچوں کی پرورش کرتے ہیں اسی طرح کچھ والدین ایسے بھی ہوتے ہیں جنھیں خدا تعالیٰ کی طرف جسمانی معذوری کے شکار بچے نصیب ہوتے ہیں۔ اُن والدین کے لیے خصوصی بچوں کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے ۔ وہ ہر طرح سے نارمل یا معتدل بچوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ ان کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا اور دیگر ضروریات زندگی کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ ان خصوصی بچوں میں ایسے بچے ہوتے ہیں جو سن نہیں سکتے، بول نہیں سکتے، دیکھ نہیں سکتے اور کچھ بچے کسی نہ کسی جسمانی عضو سے محروم ہوتے ہیں۔ ان بچوں کی پرورش کے حوالہ سے قرآنی تعلیمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وضاحت کی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

قبولیت اور صبر:۔

اللہ تعالیٰ اولاد دے کر اور اولاد سے محروم رکھ کر لوگوں کو آزماتا ہے۔ اولاد کی پیدائش سے پہلے والدین اس کشمکش میں ہوتے ہیں کہ ان کی اولاد بیٹا ہوگی یا بیٹی۔ کچھ والدین ایسے ہوتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالتا ہے کیونکہ جو بچہ پیدائش کے بعد اس دنیا میں آتا ہے وہ جسمانی لحاظ سے کسی نہ کسی ظاہری نقص کا شکار ہوتا ہے۔ خصوصی بچوں کی موجودگی والدین، خاندان اور معاشرے کے لیے آزمائش اور رحمت ہے ۔ اُن بچوں کو قبول کرنا اور ان کے ساتھ صبر و محبت سے پیش آنا عظیم انسانی، اخلاقی اور دینی فرائض میں سے ہے۔ ایسے والدین کو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتا ہے کہ وہ بچے کو قبول کریں اور صبر سے کام لیں ۔ صبر کے حوالہ سے قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ١٥٥﴾

٧۔

اللہ اپنے بندوں کو آزماتا کے ساتھ خوشخبری بھی دیتا ہے کہ ایسے والدین کو انعام و اکرام سے نوازوں گا جو معذور بچوں کی پیدائش پر ناراضگی کا یا دکھ کا اظہار نہ کریں بلکہ بہتر طور پر تربیت کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بدلہ ضرور دے گا۔ جب بھی کوئی امتحان ہو تو اس میں کامیاب رہنے والے ہی انعامات کے مستحق ہوتے ہیں چاہے ان کا تعلق دنیاوی ہو یا خدا تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کی شکل میں۔ احادیث میں دیکھا جائے تو وہاں بھی آزمائشوں پر صبر اور صبر پر اجر کا ذکر آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ-"٨۔

انسان پر آزمائش کا آنا اور وہ بھی اولاد کی طرف سے تو یہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا امتحان ہوتا ہے۔ جب بھی اللہ کسی کے ساتھ بھلائی والا معاملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈالتا ہے۔ جو والدین اس آزمائش میں پورا اترتے ہیں وہ اولاد کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کرتے ہیں۔ اولاد صدقہ جاریہ ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ والدین کی تربیت خصوصی بچوں کی تربیت سے پہلے کی جائے تاکہ وہ ان بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کر سکیں۔ عصرِ حاضر میں خصوصی بچوں کی تربیت والدین کے لیے ایک اہم مسئلہ ہے۔ والدین کو معذور بچوں کی پرورش کے لیے وقت، جذبات اور ہمت چاہیے ہوتی ہے اس لیے وہ اللہ کی رضا سمجھ کر ان بچوں کو قبول کریں اور درپیش مسائل پر صبر سے کام لیتے ہوئے بچوں کی تربیت کریں۔

روحانی و اخلاقی تربیت:۔

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ معذور بچوں کی روحانی و اخلاقی تربیت کا بھی خاص بندوبست کریں۔ روحانی و اخلاق تربیت سے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی معرفت کا حصول ممکن ہوگا۔ وہ خدا تعالیٰ کی ذات سے بھی واقف ہوں گے اور انسانوں کے درمیان بھی باعزت زندگی گزار سکیں گے۔ خوش اخلاقی ایسی خوبی ہے جو کسی بھی انسان کو اس قابل بناتی ہے کہ معاشرہ اسے تسلیم کرنے پہ پابند ہو جاتا ہے۔ عام بچوں کی نسبت خصوصی بچوں کی روحانی و اخلاقی تربیت کرنے میں زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ والدین میں سے والدہ کو چاہیے کہ وہ بچے کو دینی تعلیمات سکھائے جن میں نماز کی پابندی، قرآن مجید کی تعلیم اور وہ بنیادی سنتیں جو روزمرہ کے لیے ضروری ہیں۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے محبت کی تعلیم دی جائے۔ بچوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور ان کی تربیت کرنے کے حوالہ سے حدیث کی کتب میں یوں آیا ہے:

" عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّمَا سَمَّاهُمُ اللَّهُ أَبْرَارًا، لِأَنَّهُمْ بَرُّوا الْآبَاءَ وَالْأَبْنَاءَ -"٩۔

والدین کا اولاد کی تربیت کی وجہ سے مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ نے انہیں اتنی عزت دی کہ ان کا نام قرآن مجید میں ابرار کے طور پر آیا اور ابرار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں جنت میں اعلیٰ مقام دیا جاتا ہے۔ اس مقام کی وجہ بچوں سے حسن سلوک اور والدین کی اطاعت تھی۔ بچوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت کا آغاز اکٹھا ہی ہوتا ہے لیکن اس کی شروعات گھر سے ہوتی ہے۔ خصوصی بچوں کی روحانی و اخلاقی تربیت کا اثر ہی ہوتا ہے کہ گھر میں وہ بہن بھائیوں اور والدین سے محبت سے رہتے ہیں۔ انہیں اس بات کا شعور ملتا ہے کہ گھر میں والدین کے ساتھ اور دوسرے بہن بھائیوں کے ساتھ ان کے تعلقات کیسے ہونے چاہیں۔ روحانی تربیت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کی محبت اپنے دل میں پیدا کرے۔ جو بچے کسی معذوری کا شکار ہوتے ہیں وہ حساس طبیعت کے حامل ہوتے ہیں۔ اخلاقی تربیت انہیں دوسرے افراد کے ساتھ تعلقات بنانے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ معذور بچوں کی روحانی و اخلاقی تربیت ایک مقدس کام سمجھ کر کریں اگر وہ ان بچوں کی تربیت حکمت و محبت سے کریں گے تو ان کے دل میں اپنی جسمانی کمزوریوں کو لے کر کسی قسم کے غلط خیالات پیدا نہ ہوں گے۔ بچے خود میں نمایاں ہوں گے اور اعتماد کے ساتھ خود کو گھر اور معاشرہ میں واضح کریں گے۔ روحانی اور اخلاقی تربیت کے حوالہ سے انصار زبیر محمدی لکھتے ہیں:

CC BY

"بچوں کے اندر صفائی ستھرائی کی عادت ڈالنی چاہیے۔ناخن کاٹنے چاہیے۔کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے چاہیئں۔پاخانہ کے بعد شرم گاہ کو پانی سے صاف کرنا چاہیے تاکہ نماز باقاعدگی سے پڑھ سکیں اور گندگی و ناپاکی سے دور رہیں۔"۱۰؎

روحانی واخلاقی تربیت تب ہی ممکن ہے جب گھر کے سرپرست بچوں کو عبادت اور صفائی کی ترغیب کریں گے۔والدین بچوں کو صبر اور برداشت کرنا سکھائیں۔بعض اوقات انہیں کسی چیز یا کوئی بات کرنے کے لیے کسی فرد کی اشد ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت اگر کوئی میسر نہ ہو یا ان کی طرف توجہ نہ دے تو وہ خود پر صبر رکھیں اور برداشت کریں۔انہیں مثبت سوچوں کی طرف لگائیں اور سوچنا چاہیے کہ کوئی مجبوری ہوگی جسکی وجہ سے دوسرا فرد ان کی طرف توجہ نہیں کر رہا۔اسی طرح اگر والدین ان بچوں میں روحانی واخلاقی قدروں کو مثبت انداز میں پروان چڑھائیں گے تو ہی وہ معاشرہ میں ایک بہترین فرد کے طور پر سامنے آئیں گے۔

والدین کا رویہ اور خصوصی بچے:۔

خصوصی بچوں کے لیے والدین کا رویہ بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ خصوصی بچے کمزور جسم و دماغ رکھتے ہیں اور اپنے اچھے بُرے کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔اُس وقت والدین ہی ان کی اچھائی اور برائی کا تعین کرتے ہیں کیونکہ والدین کو اللہ نے اچھے اور بُرے میں فرق کرنے کا فہم دیا ہوتا ہے۔بچوں کے سربراہ ہی انہیں معاشرے میں باعث عزت اور باعث ذلت بناتے ہیں ۔اگر والدین دل سے تہیہ کر لیں کہ وہ بچوں کو معاشرے باعث عزت اعلیٰ مقام دلوائیں گے تو اس کے لیے وہ خود کو مشقت میں ڈال کر بھی بچوں کو عزت دلواتے ہیں۔اس حوالے سے والدین کے رویہ اور رجحان کی دو قسمیں ہیں جو بچوں کو معاشرے میں اُس مقام تک لاتے ہیں کہ یا تو معاشرے والے کراہت کا شکار ہوں یا بخوشی انہیں اپنالیں۔وہ دو قسمیں یہ ہیں:

ا۔ باعزت مقام دلوانے والے والدین ۔ ۲۔ بھیک منگوانے والے والدین۔

ا۔ باعزت مقام دلوانے والے والدین:۔اسلام ہر انسان کو عزت و احترام کے ساتھ جینے کا حق دیتا ہے خواہ وہ جسمانی یا حسی اعتبار سے کسی معذوری کا شکار ہو۔خصوصی بچے کو باعزت زندگی دینے میں سب سے پہلا اور بنیادی کردار والدین کا ہوتا ہے۔والدین بچوں کی پیدائش کے بعد اسلامی اصولوں کے مطابق ان کی ضروریات پوری کرنی شروع کر دیتے ہیں۔جب والدین ان بچوں کو محبت و شفقت کے ساتھ قبول کرتے ہیں اور ان کی پوشیدہ صلاحیتوں کو ابھارتے ہیں تو وہ نہ صرف بچے کو معاشرے کا مفید فرد بناتے ہیں بلکہ خود بھی عظیم مقام کو حاصل کر لیتے ہیں۔یہ بچے اللہ کی تخلیق ہیں اور اللہ تعالیٰ والدین کی مدد کرتا ہے جب وہ ان بچوں کی دیکھ بھال بہتر طریقہ سے کرتے ہیں۔ایسے والدین جو اولاد کو معاشرے میں باعزت مقام دلوانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں وہ خصوصی یا معذور بچوں کو زیادہ وقت اور توجہ دیتے ہیں۔کیونکہ دین اسلام کسی بھی صورت میں کمی کوتاہی برداشت نہیں کرتا۔بچوں کی تربیت کے حوالہ سے سراج الدین ندوی لکھتے ہیں:

"والدین کسی بھی حالت میں بچوں کی تربیت سے بری الذمہ قرار نہیں دیے جاسکتے۔ روزی کی تلاش اولاد کی تربیت سے غفلت برتنے کے لیے والدین کے پاس جواز اور حیلہ نہیں بن سکتا۔ "۱۱؎

ایسے والدین خصوصی بچوں کی تعلیم و تربیت اور علاج معالجہ کا مناسب انتظام کرتے ہیں۔اسلامی تعلیمات ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ والدین میں سے کوئی ایک بھی اولاد کی تربیت میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔جو والدین اپنی اولاد کو معاشرے میں ان کی معذوری کے باوجود انہیں معاشرے میں بلند مقام دلواتے ہیں اس کے پیچھے کوئی ایک نہیں بلکہ ماں اور باپ دونوں کی محنت شامل ہوتی ہے۔وہ بچوں کو اخلاق و آداب کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر مرحلہ میں راہنمائی کرتے ہیں۔ تعلیمی میدان میں ابتداءِ دینی علوم سے کرتے ہیں۔اگر ان کی معذوری اس قابل ہو کہ وہ کسی طرح کے علاج معالجہ کے بعد ٹھیک ہو جائے تو وہ اس کی بھی کوشش کرتے ہیں اور باقاعدہ علاج معالجہ کراتے ہیں۔وہ اس معاملہ میں جلد بازی سے کام نہیں لیتے۔جو والدین خصوصی بچوں کی پرورش صبر کے ساتھ کرتے ہیں ان کے بارے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ١٥٣﴾ ۱۲؎

جب اللہ کی رضا میں راضی ہو کر صبر و شکر کرتے ہوئے والدین ایسے بچوں کی تربیت کرتے ہیں تو اللہ کی مدد ان کے ساتھ رہتی ہے۔والدین ایسے بچوں کو مسلسل کچھ نہ کچھ نیا سکھاتے رہتے ہیں۔تعلیمی میدان میں بچوں کو ابتداء ہی سے دینی تعلیمات اور دین اسلام کی ساکھ سے واقفیت دیتے ہیں۔جو بچے جسمانی معذوری کا شکار ہوتے ہیں وہ باتیں جلدی اور آسانی سے سیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کمزوروں اور معذوروں کی مدد کرنے کو باعثِ اجر قرار دیا۔اسی حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"ابْغُونِي ضُعَفَاءَكُمْ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ۔"۱۳؎

اللہ تعالیٰ رزق کی فراوانی خصوصی بچوں کی وجہ سے عطا کرتا ہے۔یہ لوگ اللہ کو محبوب ہوتے ہیں۔ہو سکتا ہے کہ والدین کے رزق میں برکت انہیں معذور بچوں کی وجہ سے ہو۔والدین ہی ہیں جو بچوں کو گھر اور معاشرہ دونوں جگہ ان کی کمزوریوں کے باوجود ایک خاص مقام تعلیم و تربیت اور حوصلہ افزائی سے دلواتے ہیں۔والدین صرف دنیاوی معاملات کو ہی نہیں بلکہ دینی معاملات اور اللہ کے حضور سرخرو ہونے کے لیے ایسے بچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

۲۔ بھیک منگوانے والے والدین:۔انسانوں کے اس تندرست معاشرے میں ان چند افراد کی تعلیم اور تربیت کے مسائل میں جہاں گھر والوں اور معاشرے کے افراد کو مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے وہیں حکومت وقت بھی ان کی فلاح کے لیے کوشاں رہتی ہے۔مخیر حضرات کی اس کارِ خیر میں نمایاں کارکردگی ہوتی ہے۔خصوصی افراد جن کا تعلق کسی نہ کسی جسمانی کمی سے ہوتا ہے والدین انہی کمزوریوں کو بنیاد بنا کر روزگار کی طرف لاتے ہیں۔ان کے اس روزگار کا تعلق بھیک سے ہوتا ہے۔والدین یا جن لوگوں کی کفالت میں خصوصی بچے بھیک مانگتے ہیں وہ یہ مستقل پیشہ اختیار کر کے لوگوں سے پیسہ بٹورتے ہیں۔اگر قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو بہتر وہ ہیں جو تعلیم کی طرف جاتے ہیں اور اس کے برعکس جو لوگ بھیک مانگتے ہیں ان کے بارے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

" مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ۔"۱۴؎

OPEN ACCESS

اس فرمان مبارکہ میں واضح طور پر بھیک مانگنے کی مذمت کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ یہ آگ ہے جو انسان اپنے لیے دنیا میں اکٹھی کر کے آخرت والی زندگی جو نہ ختم ہونے والی ہے اس کے لیے اکٹھی کر کے لے جارہا ہے۔ اس عادت بد کے خاتمہ کی بجائے باقاعدہ پیشہ بنالینا انتہائی گھٹیا عمل ہے۔ بھیک مانگنے سے انسان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ معاشرے میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ معاشرے میں اس مقام تک پہنچتے ہیں کہ آس پاس کے لوگ ان سے کراہت محسوس کرتے ہیں۔ جہاں کہیں انہیں دیکھ لیا جاتا ہے تو لوگ اس راستے سے ہٹ جاتے ہیں تاکہ ان کی بھیک مانگنے والی عادت سے بچا جاسکے۔ والدین ایسے بچوں کو جنہیں بھیک پر لگاتے ہیں انہیں معاشرہ کا گھٹیا ترین فرد بنا دیتے ہیں۔ ان کی معاشرے میں کوئی عزت کرنے والا نہیں ہوتا۔ ایسے افراد کے لیے دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں رسوائی کا سامان ہے۔ بھیک مانگنے والوں کی حالتِ زار کا نقشہ حدیثِ مبارکہ میں یوں ہے:

"مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ۔"۱۵

قیامت والے دن جو لوگ ایسی حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ ان کے چہرے گوشت کے بغیر ہڈیوں کے ڈھانچے ہوں گے۔ وہ واضح پہچان رکھیں گے کہ دنیا دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے تھے۔ یہ سزا ہی ہے جو دنیا وآخرت میں گداگروں کو دی جائے گی۔ ان میں صرف وہی لوگ اس عذاب میں گرفتار نہیں ہوں گے بلکہ وہ لوگ بھی شامل ہوں گے جو انہیں اس عذاب میں لے آئے۔ ایسے والدین جو اولاد کی تعلیم و تربیت اور علاج معالجہ کرنے کی بجائے گداگری کی طرف لگاتے ہیں انہیں دین اسلام سخت ناپسند کرتا ہے۔ اسلام میں بھیک مانگنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے کیونکہ یہ انسان کی عزت نفس، خود مختاری اور محنت کی اہمیت کو کم کرتا ہے۔ قرآن اور حدیث میں واضح طور پر ہدایات دی گئی ہیں کہ انسان کو اپنے رزق کے لیے محنت کرنی چاہیے اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوسروں پر انحصار نہیں کرنا چاہیے۔

2۔ خصوصی بچے اور معاشرہ:۔

بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا آغاز والدین کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ معاشرہ بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ بچے گھر میں ایک مخصوص وقت تک رہتے ہیں اور گھر میں موجود والدین بہن بھائیوں اور بڑے بزرگوں کے زیر سایہ ابتدائی معلومات حاصل کرتے ہیں۔ جب ایک مخصوص وقت گزرتا ہے تو بچے گھر سے باہر نکل کر معاشرے میں اپنی شناخت بناتے ہیں۔ معذور بچے معاشرے میں اس طرح گھل مل نہیں سکتے جس طرح عام بچے معاشرے کا حصہ بنتے ہیں۔ معذور بچے جسمانی لحاظ سے عام بچوں سے مختلف ہوتے ہیں اور جب وہ معاشرے میں عام لوگوں کے ہجوم میں شامل ہوتے ہیں تو انہیں بہت سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مشکلات کو مدِ نظر رکھ کر معاشرہ کے افراد کا رویہ اور معذور بچوں کی تعلیم و تربیت میں ان کے کردار کو بیان کیا جائے گا۔ معذور افراد کی تعلیم و تربیت میں جہاں والدین اور اساتذہ کا کردار اہم ہے وہیں افرادِ معاشرہ کی مجموعی ذمہ داریاں بھی بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ معاشرہ ایک ایسا ماحول فراہم کر سکتا ہے جہاں خصوصی بچے اپنے خوابوں کی تعبیر پاسکیں اور عزت و وقار کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

ماحول کا اثر:۔

خصوصی بچوں کی زندگی پر ماحول کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ بچے ماحول سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ اچھا ماحول خصوصی بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ بالیدگی اور نشو ونما میں بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ بچے کی شخصیت کو نکھارنے اور شخصیت کو پروان چڑھانے میں ماحول اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر گھر کے ماحول کے بعد بچوں کو معاشرہ میں بھی اچھا اور خوشگوار ماحول میسر ہو تو ان کی اچھی اور ہمہ جہت نشو ونما ہوتی ہے۔ خوشیوں سے بھرپور ماحول بچوں کو جسمانی اور روحانی توانائی فراہم کرتا ہے جس سے اُن میں مثبت اور تعمیری رجحان پیدا ہوتا ہے۔ اگر گھر اور معاشرے میں خصوصی بچے جو انتہائی حساس مزاج کے حامل ہوتے ہیں لڑائی جھگڑے اور سہا ہوا ماحول دیکھیں گے تو ان پر بُرے اثرات مرتب ہوں گے۔ محمد ابو بکر بچوں کے ماحول سے متعلق لکھتے ہیں:

"بچہ اپنے ماحول سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔ جس معاشرہ میں بچہ زندگی گزار رہا ہوتا ہے اس کا ماحول اس کی شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ خصوصی بچے کا ماحول بچے کی ضروریات کی پہچان اور انہیں پورا کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچوں کے جزبات قابو کرنے کے لیے گھر اور سماج کے ماحول کو سامنے رکھنا پڑتا ہے۔ اگر وہ ماحول خصوصی بچوں کے لیے معاون ہو تو ایسے بچوں کی بحالی کا کام جلد اور آسان ہوتا ہے۔"۱۶

خصوصی بچے معاشرے میں رہ کر دیگر افرادِ معاشرہ کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارنے کا حق رکھتے ہیں۔ کوئی بھی فرد اکیلا زندگی نہیں گزار سکتا اسے ہر معاملہ میں دوسرے لوگوں سے تعاون کی ضرورت رہتی ہے۔ اگر معاشرہ معذور افراد کو حقارت سے دیکھے گا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ بچہ مزید بیماریوں کا شکار ہو گا یا خودکشی کا راستہ اپنائے گا۔ اگر ایسے بچوں کو خوشگوار ماحول فراہم کیا جائے تو وہ بچے معاشرے میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ معذور بچوں کے رجحانات کو دیکھیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ اگر ان کی حوصلہ شکنی کی جائے گی تو وہ بچے مایوسی کا شکار ہوں گے۔ بچوں کی نفسیات کو سمجھ کر ان کی تعلیم و تربیت کرنا والدین، معاشرے اور تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اگر بچے کی نفسیات کو سمجھ کر اور ان کے رجحانات کو مدِ نظر رکھ تربیت کی جائے تو خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اسی مناسبت سے غلام فاروق لکھتے ہیں:

"ایسا ماحول جہاں پر خصوصی بچوں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ان کے لیے منفی رویے اختیار کیے جائیں ان کو ترس کی نگاہ سے دیکھا جائے یا ان کا مذاق اڑایا جائے تو وہاں ان بچوں کی صلاحیتیں ماند پڑ کر زنگ آلود ہو جاتی ہیں۔"۱۷

حوصلہ افزائی تب ہو گی جب ہم ان بچوں کی معذوری کو بہتر کرنے کی کوشش کریں گے جیسے کہ اگر ایک بچہ نابینا ہے تو اسے بول کر اور چیزیں اسے پکڑا کر سکھائیں گے کہ یہ فلاں چیز ہے اور اس سے کام لینے کا طریقہ کار یہ ہے۔ اگر بچہ سننے سے قاصر ہے تو اشاروں سے چیزوں کا سمجھائیں گے۔ نابینا اور بہرے بچوں کو باتوں اور اشاروں سے اس قابل بنایا جائے کہ وہ سمجھ سکیں اور ان میں شعور پیدا

CC BY

ہو۔جب وہ کچھ سیکھنے لگ جائیں گے تو ان کے اندر اعتماد پیدا ہوگا کہ ہم کچھ کر سکتے ہیں۔یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہے جب معاشرہ میں بسنے والے افراد انہیں خوشگوار ماحول فراہم کریں۔اس سے ان میں خوداعتمادی پیدا ہوگی اور ذہنی وجسمانی نشو نما بہتر سے بہتر ہو گی۔

پاکستان میں خصوصی افراد کا شمار:۔

کسی بھی معاشرے میں بسنے والے افراد کے اعداد وشمار اس معاشرے کے سربراہ کے حکم نامہ پر عمل درآمد سے ہوتے ہے۔عام افراد میں چند لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی معذوری کا شکار ہو کر عام لوگوں سے نکل کر مخصوص لوگوں میں شمار ہو جاتے ہیں۔پاکستان اسلامی ملک ہے اور اس میں بسنے والے افراد حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ وہ اسلامی طور طریقوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے رہیں۔ایسے افراد جو معذوری کا شکار ہوتے ہیں ان کے ساتھ اپنی بساط کے مطابق اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔پاکستان میں پہلی مردم شماری جس میں خصوصی افراد کی گنتی کی گئی اس میں صرف اسلام آباد اور راولپنڈی کے معذور افراد تھے۔اس مردم شماری کو محمود حسین اعوان یوں بیان کرتے ہیں:

"The first attempt was made in Pakistan, in which a survey was conducted in 1986 on disabled people in Islamabad and Rawalpindi only.۱۸"

اس رپورٹ میں جو مردم شماری خصوصی افراد کو جانچنے کے لیے کی گئی یہ صرف دو علاقوں کو مخصوص کر کے کی گئی تھی کہ ان علاقوں میں خصوصی افراد کا اندازہ لگایا جاسکے کہ کتنے افراد رہائش پزیر ہیں۔اس طرح کے اعداد وشمار ملکی سطح پر گورنمنٹ کی زیر نگرانی بھی کیئے گئے اور مخصوص افراد نے اپنی تحقیق اور دیگر ضروریات کے لیے بھی کیئے۔ان سب باتوں کو دیکھ کر ایک بنیادی اور کسی حد تک پہلا مردم شماری کا نتیجہ ۱۹۸۱ کا بھی لیا جاسکتا ہے۔۱۹۸۱ء میں سروے کیا گیا جس میں نیشنل کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی۔اس رپورٹ کے مطاق پاکستان کی کل آبادی ۸۲٫۷۸ .۸۳ ملین تھی۔ان میں ۶٫۷۶ .املین افراد کو شدید معذوری کا شکار قرار دیا گیا۔اس رپورٹ کی روشنی میں ۲٫۳۷ .۰ ملین ایسے افراد تھے جن کی عمر ۱۴ برس سے کم تھی اس رپورٹ کے مطابق چار بیماریوں کی شرح کا ذکر کیا گیا ہے۔۱۹۸۱ء کی مردم شماری کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس میں جو تناسب غلام فاوق کی کتاب میں ملتا ہے وہ کچھ یوں ہے:

"جسمانی لحاظ سے معذور بچے	۴۰ فیصد
ذہنی لحاظ سے معذور بچے	۳۰ فیصد
دیکھنے کی حس سے محروم بچے	۲۰ فیصد
سننے کی حس سے محروم بچے	۱۰ فیصد۔"۱۹

یہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ ہے اس میں سب سے زیادہ جسمانی معذوری کا شکار بچے تھے۔دوسرے نمبر پر ذہنی معذور بچے، تیسرے نمبر پر بصارت سے محروم بچے اور سب کم بچوں کی تعداد سماعت سے محروم بچوں کی تھی۔۱۹۸۶ء کی مردم شماری کو اگر فیصدی حساب سے بیان کیا جائے تو ان کی الگ الگ فیصدی کچھ یوں ہے:

"Mental Disability	20%
Visual Impairment	15%
Hearing Impairment	09%
Physical Disability	33%
Multiple/Complex Disability	19%
Not Classified	03%۲۰

۲۰۲۳ کی مردم شماری میں خصوصی بچوں کا تناسب ۲۴ .۰۹ فیصد رہا اور یہ تناسب کم ہونے کی بجائے بڑھ رہا ہے۔صرف یہ تناسب پاکستان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں معذور افراد کی تعداد میں کمی کی بجائے زیادتی ہو رہی ہے۔عالمی سطح پر صحت کا مسئلہ بن گیا ہے اور اس کی روک تھام اور مناسب اقدامات کے لیے عالمی صحت کے ادارے کوشش کر رہے ہیں۔

اجتماعی معاشرتی ذمہ داریاں:۔

اجتماعی اور معاشرتی ذمہ داریاں سب کی ایک جیسی ہوتی ہیں چاہے وہ معذور افراد ہوں یا جسمانی لحاظ سے تندرست۔کچھ مواقع ایسے آتے ہیں جہاں خصوصی افراد کو ان کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔افرادِ معاشرہ کو چاہیے کہ وہ خصوصی افراد کی بحالی کے لیے مناسب اقدامات کریں۔جن افراد کو بصارت، سماعت یا بولنے میں دشواری ہو تو ان افراد کو ایسے آلات فراہم کریں جو ان کی اس معذوری میں معاون ثابت ہوں۔اگر کوئی فرد کسی جسمانی کمی کا شکار ہے تو موجودہ دور میں اس کمی کو پورا کرنے کے لیے مصنوعی اعضاء لگائے جاتے ہیں۔معذور افراد کے ساتھ اپنا رویہ دوستانہ اور پیار و محبت والا رکھیں۔اگر صحت مند افراد ان معذوروں کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں گے تو اس صورت میں وہ اپنی جسمانی کمزوری کی وجہ سے ملاقات کے دوران ہچکچاہٹ کا شکار نہ ہوں گے۔اس حوالہ سے غلام ذوالنورین لکھتے ہیں:

"دنیا کے تمام معاشروں میں پسماندہ افراد کی بھی وہی معاشرتی ضروریات ہوتی ہیں جو صحت مند افراد کی ہوتی ہیں۔تعلیم و تربیت، دوستی، عزت، محبت اور اپنائیت کے ساتھ زندگی گزارنا۔خصوصی تعلیم کے جدید تصور میں خصوصی تعلیم نہ صرف بچے کی تعلیم و تربیت کرتی ہے بلکہ وہ خصوصی افراد کی بیماریوں کی تشخیص، ان بیماریوں کی روک تھام اور علاج معالجہ میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔"۲۱

CC BY

دین اسلام کسی شخص کے جسمانی نقص یا کمزوری کی بنیاد پر اُس کا مقام و مرتبہ اور معاشرتی رُتبہ کم کرنے کی ہر گز اجازت نہیں دیتا۔ جو والدین معاشی دشواریوں میں مبتلا ہوں اور معذور بچوں کی کفالت کا ذمہ بھی ہو تو اُس معاشرے میں بسنے والے افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مال کے ذریعہ سے ان کے ساتھ تعاون کریں۔ خصوصی افراد کی عام لوگوں کی نسبت ضروریات زیادہ ہوتی ہیں جن میں ان کا علاج معالجہ اور تعلیمی اخراجات ہیں۔ دین اسلام معذور افراد کو معاشرے کا قابل احترام حصہ قرار دیتا ہے۔ اسی حوالہ سے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفِيٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ١٩﴾ ٢٢_

مالی طور پر کمزور مسلمانوں کی مدد کا اللہ تعالیٰ بھی حکم دیتا ہے اور اس پر یوم محشر خصوصی انعام و اکرام سے بھی نوازے گا۔ فرمان الہٰی بھی یہی ہے کہ تمھارے مال میں محتاجوں کا حق ہے۔ اس کے ساتھ معاشرے میں اس قدر شعور دیا جائے کہ وہ ان چیزوں سے کنارہ کریں جو معذوری کا سبب بنتی ہیں۔ ان اسباب کو پہچانا جائے جیسے کہ عدم غذائیت، صحتِ عامہ سے متعلق معلومات کی کمی اور گرد آلود ماحول شامل ہیں۔ صفائی نصف ایمان ہے تو صفائی کا خاص خیال رکھا جانا چاہیے۔ صحت کے مراکز جو ہر معاشرہ میں قائم ہوتے ہیں وہ غذائی اجزاء اور صحت سے متعلق معاشرہ کے ہر فرد کو آگاہ کریں۔ خلیفہ دوم معذوروں کی مدد بیت المال سے کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا واقعہ معذوروں کی کفالت کے حوالہ سے علامہ شبلی لکھتے ہیں:

"ایک دفعہ حضرت عمرؓ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے۔ ایک شخص کو دیکھا جو بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ پاس جا کر کہا دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔ اس نے کہا جنگ موتہ میں میرا ہاتھ جاتا رہا۔ حضرت عمرؓ کو رقت ہوئی۔ اس کے برابر بیٹھ گئے اور رو رو کر کہنے لگے افسوس تم کو وضو کون کراتا ہو گا؟ سر کون دھوتا ہو گا؟ کپڑے کون پہناتا ہو گا؟ پھر ایک نوکر مقرر کیا اور اس کے لیے تمام ضروری چیزیں خود مقرر کیں۔"٢٣_

والدین اور معاشرہ کے ساتھ حکومت بھی خصوصی افراد کے ساتھ تعاون کرتی آئی ہے۔ ان خصوصی افراد کے ساتھ تعاون کی ذمہ داری ہر فرد پر عائد ہے چاہے ان کا تعلق بلواسطہ یا بلاواسطہ ہے۔ افرادِ معاشرہ کو چاہیے کہ وہ ان کے ساتھ تعاون کرے اور جہاں تک ہو سکے خود بھی اور حکومتی سطح تک بھی ان کی رسائی دیں تاکہ ان کی بہتر سے بہتر دیکھ بھال ممکن ہو۔

مذہبی تعلیم:۔

رحم، عدل اور مساوات کا حکم اسلامی تعلیمات میں واضح ملتا ہے۔ عام بچوں کی طرح خصوصی بچے جو جسمانی طور پر تو تندرست ہوتے ہیں لیکن سننے دیکھنے یا بولنے کی حس نہ ہو تو انہیں بھی عام بچوں کی طرح عبادات کا حکم دیں۔ والدین بچوں کے سامنے نماز ادا کریں اور نیک کام کریں تو بچے بھی نیکی کی طرف مائل ہوں گے۔ بچوں کے سامنے نیکی اور بدی کا تصور رکھیں اور معاشرہ میں ہونے والی برائیوں اور اچھائیوں سے بھی آگاہ کریں تو ہی بچہ اچھائی اور برائی میں تمیز کر سکے گا۔ بچوں کو ایسے واقعات سنائیں جن میں نیکی پر انعامات اور برائیوں پر سزا کا بیان ہو اور ان واقعات کی بنیاد قرآنی و نبوی تعلیمات ہوں۔ حضرت لقمانؑ جو اپنے بیٹے کو نیکی کی نصیحت کرتے ہیں اسے قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے:

﴿يَا بُنَيَّ اَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ١٧﴾ ٢٤_

معذور افراد کی معذوری ان پر آزمائش ہے اور اس آزمائش میں صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔ معاشرے کے افراد اس کام میں والدین اور معذور بچوں کے ہمدم رہیں تاکہ جب وہ عبادت کی غرض سے مسجد میں داخل ہوں تو انہیں جگہ دیں اور ان کے آرام کا خیال رکھیں۔ خصوصی بچوں کو عبادات میں شامل کرنا یعنی قرآن پڑھنے اور نماز پڑھنے میں مدد و راہنمائی کرنا ضروری ہے تاکہ وہ حقوق اللہ پورے کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں انسان بنایا اور رسول اللہ ﷺ کی امت میں پیدا کیا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خدا کا شکر ادا کریں۔ جب بچوں کو مسجد میں عبادت کا ماحول ملے گا اور عزت سے نوازا جائے گا تو وہ عبادت کی طرف مشغول ہوں گے۔ خصوصی بچوں کو عبادت کی طرف راغب کریں لیکن انہیں مجبور نہ کریں جو اس قابل بھی نہیں کہ عبادت کے مطلب اور مفہوم کو سمجھ سکیں۔ انہی خصوصی افراد کے بارے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا٢٨٦﴾ ٢٥_

دین اسلام جبر اور سختی کا نام نہیں بلکہ آسانی کا نام ہے اور وہ کسی بھی فرد سے اس کی ہمت سے زیادہ کام نہیں لیتا۔ جو خصوصی بچے بصارت سے محروم ہیں انہیں لمس اور باقاعدہ عملی طور پر نماز سکھائی جائے۔ جو معذور بچے سننے اور بولنے سے قاصر ہوں انہیں اشاروں سے اور لکھ کر سمجھایا جائے کہ نماز کیسے پڑھنی ہے۔ یہ ایسے بچے ہیں جو پیار اور محبت سے سیکھتے ہیں تو کوشش کرنی چاہیے کہ عبادات کے معاملہ میں انہیں نرمی اور محبت سے منایا جائے۔ ان سے سختی سے پیش نہ آیا جائے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ بات سمجھنے اور ماننے کی بجائے سخت ردِ عمل دیں گے۔

حاصل بحث:۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوق بنایا ہے۔ خصوصی افراد معاشرہ کا حصہ ہونے کی وجہ سے ہمارے لیے خاص ہیں۔ جب ایسے افراد گھر میں ہوتے ہیں تو والدین اور دیگر افرادِ خانہ کو چاہیے کہ وہ ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کریں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ ان خصوصی بچوں کی معذوری کے مطابق علاج معالجہ کروائیں اور تعلیم و تربیت کریں تاکہ وہ معاشرے میں ایک عظیم انسان بن کر سامنے آئیں۔ بچوں کو معاشرے میں لوگوں کے سامنے ایک باعزت شہری بنا کر پیش کریں نہ کہ ان کی معذوری کا غلط فائدہ اٹھائیں اور انہیں باعث ذلت کاموں پر لگائیں۔ اس کے ساتھ جب بچے گھر سے باہر قدم رکھتے ہیں تو پھر معاشرہ بھی ان بچوں کی تعلیم و تربیت میں شامل ہو جاتا ہے۔ افرادِ معاشرے کو چاہیے کہ وہ ان خصوصی بچوں کو بُرے القابات سے نہ نوازیں بلکہ ان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئیں۔ بچوں پر معاشرے کے ماحول کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے تو ایسا ماحول فراہم کیا جانا چاہیے جس کی بنیاد نیک کاموں پر ہو۔ نیکیوں کی ہدایت کی جائے، کھیل اور ورزشیں

CC BY

متعارف کروائی جائیں اور اخلاقیات کو فروغ دیا جائے۔ خصوصی بچے جن معذوریوں کا شکار ہیں والدین کے ساتھ مل کر معاشرہ کے افراد ان کی معذوری ختم کرنے کی کوشش کریں یا ان کی معذوریوں کے متبادل راستے تلاش کریں۔

حوالہ جات:۔

۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، امام بخاری، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه، بیروت: دار التاصیل، 2012ء، کتاب: النکاح، باب: الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا ، حدیث نمبر: 5191، ج: 8، ص: 86۔

۲۔ سورۃ الفتح: ۱۷۔

۳۔ امام بخاری ، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه ، کتاب: المرضى ، باب: فضل من ذهب بصره ، حدیث نمبر: 5651، ج: 7، ص: 334۔

۴۔ ایضاً، الاداب المفرد، دار الصدیق بیروت، لبنان، 1999ء، من كمه أعمى ، حدیث نمبر: 892، ص: 311۔

۵۔ سورۃ عبس: ۱۔۳۔

۶۔ الدمشقی، اسماعیل بن عمر، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، مترجم: مولانا جوناگڑھی، (لاہور، مکتبہ اسلامیہ ، 2009ء)، ج: 5، ص: 509۔

۷۔ سورۃ البقرۃ: ۱۵۵۔

۸۔ امام بخاری، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه ، کتاب : المرضى ، باب : ما جاء فی كفارة المرض ، حدیث نمبر: 5644، ج: 7، ص: 331۔

۹۔ ایضاً، الاداب المفرد، کتاب: بچوں کی دیکھ بھال، باب: اولاد سے والد کے حسن سلوک کا بیان، حدیث نمبر: 94، ص: 45۔

۱۰۔ محمدی، انصار زبیر، بچوں کی تربیت کیسے کریں؟، (دہلی، مکتبہ نوائے اسلام، 1999ء)، ص: 73۔

۱۱۔ ندوی، سراج الدین، بچوں کی تربیت کیسے کریں؟، (لاہور، دار الابلاغ پبلشرز ، نومبر 2001ء)، ص: 16۔

۱۲۔ سورۃ البقرۃ: ۱۵۳۔

۱۳۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام ترمذی ، سنن الترمذی، (بیروت، دار التاصیل، 2016ء) کتاب: الجهاد ، باب: في الانتصار برذل الخيل والضعفة ، حدیث نمبر: 1809، ج: 3، ص: 44۔

۱۴۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، امام مسلم، صحیح مسلم، (بیروت، دار التاصیل، 2017ء)، کتاب: الزكاة ، باب: كراهة المسالة للناس ، حدیث: 1052، ج: 3، ص: 227۔

۱۵۔ امام بخاری ، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه ، کتاب : الزكاة ، باب: من سأل الناس تكثرا ، حدیث نمبر: 1486، ج: 2، ص: 347۔

۱۶۔ محمد ابو بکر، خصوصی بچوں کی نفسیات، (سیالکوٹ، نعمانی پبلیکیشنز، 2011ء، ص: 245۔

۱۷۔ غلام فاروق، تناظرات خصوصی تعلیم، (لاہور، مجید بک ڈپو ، 2007ء)، ص: 145۔

۱۸۔ Awan,Mehmood Hussain,Special Education, Islamabad ,2002,p:9.

۱۹۔ غلام فاروق، تناظرات خصوصی تعلیم، ص: 62۔

۲۰۔ Awan,Mehmood Hussain,Special Education,p:32.

۲۱۔ غلام ذوالنورین، خصوصی افراد کی بحالی کا لائحہ عمل، (کراچی، کہکشاں پبلیشرز، س ن)، ص: 199۔

۲۲۔ سورۃ الذاریات: ۱۹۔

۲۳۔ شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق، (کراچی، مکتبہ رحیمیہ ، 2013ء، حصہ: 2، ص: 330۔

۲۴۔ سورۃ لقمان: ۱۷۔

۲۵۔ سورۃ البقرۃ: ۲۸۶۔

OPEN ACCESS